جرح وتعدیل اور علل الحدیث میں مولانا فیض الرحمٰن الثوریؒ کا منہج: تحقیقی جائزہ

Methodology of Moulānā Faid-ur-Rahman Al-Thori About Sciences of Invalidation & Attestation and ‘Ilal al-Hadīth: An Exploratory Analysis

Hafiz Abdul Rahman Madni [1]
Muhammad Sajid [2]
Muhammad Rafique [3]

Abstract:

Moulānā Faid-ur-Rahman Al-Thori, a distinguished Islamic scholar, made significant strides in the critical study of Hadith literature. His methodology is characterized by a meticulous and rigorous examination of Hadith narratives, aiming to distinguish authentic reports from fabricated or weak ones. In the Sciences of Invalidation & Attestation, Al-Thori employed a systematic approach, scrutinizing the chain of narrators (Isnad) and the content (Matn) of Hadith reports. His rigorous criteria for authentication included the reliability of narrators, adherence to the principles of Hadith transmission, and internal consistency within the Hadith. Furthermore, Al-Thori's work in 'Ilal al-Hadīth, the study of hidden defects or weaknesses in Hadith narratives, demonstrates his commitment to ensuring the utmost accuracy and integrity of the Hadith corpus. He meticulously examined subtle nuances, contradictions, and contextual factors that could affect the reliability of a Hadith, contributing significantly to the preservation of authentic Islamic traditions. This article offers a glimpse into the profound scholarship of Moulānā Faid-ur-Rahman Al-Thori and underscores the enduring importance of his methodology in maintaining the integrity and authenticity of Hadith literature. His contributions continue to be a source of inspiration for contemporary Islamic scholars dedicated to preserving the sacred heritage of Islam.

Keywords: *Faid ur Rahmab al Thori, Jirah Tādīl, ilal al-hadith, isnād, matan*

تعارف:

مولانا فیض الرحمن الثوریؒ ایک گمنام عالم دین تھے۔آپ کے آباء واجداد کا تعلق ڈیرہ غازیخان کے قبائلی علاقہ ٹبی قیصرانی سے تھا۔

---

[1]. MPhil scholar, Department of Islamic Studies, Ghazi University, Dera Ghazi Khan, Pakistan
Email: abdulrehmanmadani1435@gmail.com ORCID: https://orcid.org/0000-0003-0412-9509

[2]. MPhil scholar, Department of Islamic Studies, Ghazi University, Dera Ghazi Khan, Pakistan
Email: luckysajid4001@gmail.com ORCID: https://orcid.org/0009-0003-4794-3305

[3]. MPhil scholar, Department of Islamic Studies, Ghazi University, Dera Ghazi Khan, Pakistan
Email: qarirafique59@gmail.com ORCID: https://orcid.org/0009-0000-5863-467X

تقریباً انیسویں صدی کے آغاز میں یہ لوگ ہجرت کرکے اُچ شریف منتقل ہو گئے تھے۔ آپؒ کو اللہ رب العزت نے علم حدیث میں سے وافر حصہ عنایت فرمایا تھا۔ ذیل میں آپؒ کی تعلیقات کو مد نظر رکھ کر جرح وتعدیل اور علل الحدیث میں آپؒ کے اسلوب و منہج کا تعارف وبیان پیش کیا جارہا ہے۔

تمہید:

قرآن مجید اصول کی کتاب ہے جبکہ احادیث نبویہ ان بیان کردہ اصول کی تفصیل بیان کرتی ہیں۔ اس کی کثیر امثلہ ذکر کی جاسکتی ہیں۔ مثلاً: قرآن مجید میں صوم، صلاۃ، حج اور بیع وغیرہ کے مجمل احکامات موجود ہیں جبکہ احادیث نبویہ میں ان کی تفصیل بیان کی گئی ہے۔ اسی وجہ سے نبی کریم ﷺ کی کامل اتباع کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا اور آپ ﷺ کی اتباع کو اپنی اتباع قرار دیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''مَنْ يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ''[1]

''جس نے رسول کی اطاعت کی تو یقیناً اس نے اللہ کی اطاعت کی''

یہ حکم ربانی اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ آپ ﷺ کی حدیث وسنت حجت فی الدین ہے۔ حدیث نبویہ ﷺ کی حفاظت کے لیے اللہ جل شانہ نے محدثین کرام کی عظیم جماعت کو منتخب کیا کہ جنہوں نے اپنی زندگیاں اس عظیم کام میں صرف کردیں۔ انہوں نے احادیث مبارکہ کو جمع کیا، یاد کیا، ترویج کی اور اس علم حدیث کو محفوظ و مامون بنانے کے لیے اور جھوٹ، بہتان، ملاوٹ، تصحیف و تحریف اور کسی بھی قسم کی زیادتی و کمی سے محفوظ رکھنے کے لیے ''علوم الحدیث'' کی داغ بیل ڈالی اور تحقیقِ حدیث یعنی سند و متن کی پرکھ کے میزان اور قواعد مقرر کیے۔

رواۃ حدیث کی توثیق و جرح کے لیے ایک الگ اور اہم جہت "جرح وتعدیل" کے عنوان سے وجود میں آئی۔ اس میں احادیث مبارکہ کے ذیل میں رواۃِ حدیث کی عدالت کا جامع جائزہ لیا جاتا ہے۔ دراصل رواۃ حدیث کی صحت و ضعف پر ہی حدیث کی بلکہ دین کی مکمل عمارت کی بنیاد ہے۔ اگر راوی حدیث ثقہ ہوگا تو اس کی روایت کردہ بات بھی حق اور سچ ہوگی۔ اگر راوی کمزور اور ضعیف یا پھر کذاب و مجروح ہوگا تو اس کی بات کا بھی اعتبار نہیں کیا جائے گا کہ مبادا اس نے حدیث میں بھی کمی بیشی نہ کی ہو۔ اس علم کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ احادیث نبویہ ﷺ کو کسی بھی قسم کی ملاوٹ سے بچانے کے لیے ہر دور میں اس فن پر متعدد اسالیب کا لحاظ رکھتے ہوئے کتب مرتب کی گئیں۔ مثلاً: بعض ائمہِ فن نے فقط ثقہ رواۃ کے تذکرہ کو جمع کیا، جیسے امام ابن حبانؒ کی "کتاب الثقات اور مشاهير علماء الامصار" وغیرہ۔ بعض ائمہِ جرح وتعدیل نے فقط ضعیف رواۃ کے تذکرہ کو جمع کیا، مثلاً: امام عقیلیؒ کی کتاب "الضعفاء" اور امام نسائیؒ کی "الضعفاء والمتروكين" وغیرہ۔ جبکہ بعض ائمہِ فن نے ایک ہی کتاب میں دونوں قسم کے رواۃ کے بیان یعنی ثقہ وضعیف کو جمع کردیا، مثلاً: امام بخاریؒ کی "التاريخ الكبير"، امام ابو حاتم الرازیؒ کی "الجرح والتعديل" وغیرہ۔ یعنی ائمہ فن نے علم

---

[1] النساء4: 80۔

Al-Nisāʼ 4:80 .

جرح وتعدیل میں گراں قدر خدمات سرانجام دی ہیں۔امام ابن الصلاحؒ اس علم کی اہمیت کے بارے رقمطراز ہیں:

"معرفة الثقات والضعفاء من رواة الحديث ، هذا من اجل نوع وافخمه"[1]

"رواۃ حدیث میں سے ثقات اور ضعفاء کی معرفت، یہ علم حدیث کی ایک عظیم اور عالی قدر نوع ہے"

محدثین کرام نے علم نقد رجال میں غیر جانبدارانہ میزان قائم کیے۔ایک بھی ایسی مثال نہیں ملتی کہ کسی محدث نے ذاتی تعلق یار نجش کی بنیاد پر کسی راوی کو ثقہ یا کمزور کہا ہو۔

نقد رجال میں مولانا فیض الرحمن الثوریؒ کا منہج:

رواۃ حدیث کے احوال پر مولانا ثوریؒ کو کمال گرفت حاصل تھی۔سند ورجال حدیث کا علم آپؒ کا خصوصی موضوع تھا۔اس علم کے تمام مراجع ومصادر پر آپؒ عمیق نظر رکھتے تھے۔اس ضمن میں آپؒ کے تلمیذ رشید مولانا محمد رفیق اثریؒ رقمطراز ہیں:

"معتد بہ رجال کے بارے معلومات از بر تھیں۔سند کی باریکیوں پر گفتگو فرماتے تو گھنٹوں سلسلہ گفتگو جاری رہتا"[2]

علم اسماء الرجال کے متعلق جو بھی کتاب آپؒ کی نظر سے گزرتی آپ اس کا بالاستیعاب مطالعہ کرتے۔مولانا ثوریؒ جہاں جہاں تشریف لے جاتے وہاں کے اہل علم کے ساتھ سند ورجالِ حدیث کی بابت جامع گفتگو فرماتے۔آپؒ نے اس ضمن میں جو مختلف کتب پر تعلیقات مرتب کی ہیں ان میں آپؒ کی اس علم پر مضبوط گرفت واضح نظر آتی ہے۔

تعدیل رجال میں آپؒ کا اسلوب:

علم جرح وتعدیل میں "تعدیل" سے مراد راویِ حدیث کی توثیق بیان کرنا ہے کہ فلاں راویِ حدیث روایتِ حدیث میں ثقہ، درست اور سچا ہے۔بنیادی طور پر راوی کی عدالت اور اس کے ضبط کے درست ہونے کی بنیاد پر اس کی تعدیل وتوثیق کی جاتی ہے۔مولانا ثوریؒ کسی راوی حدیث کی تعدیل بیان کرتے وقت ائمہ جرح وتعدیل کا قول نقل کردیتے ہیں، مثلاً: امام بیہقیؒ کی کتاب "کتاب القراءۃ" کے ذیل میں ایک راوی حدیث زیاد بن ایوبؒ کی بابت فرمایا:

"وصححه ابن القطان ايضا و قال: زياد احد الثقات"[3]

---

[1] ۔امام عثمان بن عبدالرحمن ابن الصلاح، معرفۃ انواع علوم الحدیث(بیروت: دارالکتب العلمیہ،1978ء)،194۔

Imām ‘Uthmān ibn ‘Abd-al-Raḥmān Ibn al-Ṣalāḥ, ma‘rifat anwā‘ ‘ulūm al-ḥadīth (Bayrūt : dārālktb al‘lmyh, 1978’), 194.

[2] ۔مولانا محمد رفیق اثری، مولانا سلطان محمود محدث جلالپوری(جلالپور پیروالا: اثری ادارہ نشروتالیف،2006ء)،217۔

Mawlānā Muḥammad Rafīq Atharī, mawlānā Sulṭān Maḥmūd Muḥaddis̱ jlālpwry (jlālpwr Pīr Wālā : Atharī Idārah Nashr wa ta’līf, 2006’), 217.

[3] ۔امام احمد بن حسین البیہقی، کتاب القراءۃ خلف الامام(جلالپور پیروالا: اثری ادارہ نشروتالیف،2018ء)،16۔

Imām Aḥmad ibn ḥsیn al-Bayhaqī, Kitāb al-qirā’ah Khalaf al-Imām (jlālpwr pyrwālā : Atharī Idārah

"اس (مذکور) حدیث کو امام ابن القطان نے بھی صحیح قرار دیا اور کہا کہ زیاد، ثقہ رواۃ میں سے ہے"

مولانا ثوریؒ بسا اوقات کسی کتاب پر تعلیق درج کرتے ہوئے رواۃِ حدیث کی بابت کسی ایک امام کے ذکر کردہ اقوال کو خاص کر لیتے ہیں۔ مثلاً: "الاکمال" اسماء الرجال پر امام ابی المحاسنؒ کی مایہ ناز تصنیف ہے۔ جس میں انہوں نے مسند امام احمد ابن حنبلؒ کے ان رواۃ کا تذکرہ درج کیا کہ جو "تہذیب الکمال" میں ذکر نہ ہو سکے۔ مولانا ثوریؒ نے اس کتاب میں مذکور 1516 رواۃ پر تعلیقات درج کیں۔ ان تعلیقات میں راوی کی عدالت یا جرح کی بابت آپؒ نے فقط امام احمد بن علی ابن حجر العسقلانیؒ کی ایک کتاب "تعجیل المنفعة بزوائد رجال الائمة الاربعة" سے ہی اقوال ذکر کیے۔ یہاں کسی راوی کی تعدیل میں آپ درج ذیل اسلوب اختیار فرماتے ہیں۔ **مثلاً:** ایک راوی قاسم بن صفوان بن مخرمة کی توثیق کی بابت مولانا ثوریؒ نے تعلیق درج کی:

"حديثه فی المسند ج 4 ص 262. و فی تعجل المنفعة: وثّقَه ابن حبان... و ذكره ابن خلفون في الثقات"[1]

یہاں مولانا ثوریؒ نے مذکورہ راوی کی مسند امام احمد ابن حنبلؒ میں موجود حدیث کا حوالہ درج کیا کہ اس راوی کی روایت مسند میں کس مقام پر موجود ہے اور ساتھ امام ابن حجرؒ کی کتاب "تعجیل" سے اس راوی کی توثیق کی بابت دو ائمہ فن کے حکم کا تذکرہ بھی درج کر دیا۔

بعض مقامات پر آپؒ راوی کی توثیق بیان کر کے اس کی بابت کسی امام کے قول یا اسماء الرجال کی کسی معروف کتاب کی طرف رہنمائی کر دیتے ہیں۔ **مثلاً:** امام طحاویؒ کی کتاب "شرح معانی الآثار" پر تعلیقات درج کرتے وقت آپؒ نے بعض مقامات پر علم جرح وتعدیل کے ضمن میں اہم افادات درج کیے ہیں۔ جیسا کہ آپؒ نے امام طحاویؒ کے بیان کردہ ایک قول میں مذکور راوی کی توثیق درج کی اور فرمایا:

"هشام بن زيد بن انس الانصاری ثقة، توثيقه في الكشف ص 109"[2]

کہ ذکر کردہ یہ راوی ہشام بن زید بن انس ثقہ ہے اور یہ کہ امام علی بن ابو بکر الہیثمیؒ نے اپنی کتاب "كشف الاستار عن زوائد البزار" میں اس کی توثیق درج کی ہے۔

بعض کتب میں متنِ کتاب میں بعض مقامات پر مذکور کسی راوی کا فقط لقب یا اس کی کنیت درج ہوتی ہے جس کی وجہ سے اس کی تعیین میں دقت پیش آتی ہے، مولانا ثوریؒ ان مقامات پر تعلیقات درج کرتے ہوئے راوی کا مکمل نام بھی درج کر دیتے ہیں اور ساتھ اس کی توثیق یا جرح وغیرہ ذکر کرتے ہیں۔ **مثلاً:** "شرح معاني الآثار" میں ایک مقام پر امام طحاویؒ نے ایک راوی کی کنیت "ابو امیہ" ذکر کی۔ اس پر

Nashr wa ta'līf, 2018'), 16 .

[1] امام ابو المحاسن محمد بن علی، الاکمال (جلالپور پیروالا: اثری ادارہ نشر وتالیف، 2020ء)، 225۔

Imām Abū al-Maḥāsin Muḥammad ibn 'alá, al-Ikmāl (jlālpwr pyrwālā : Atharī Idārah Nashr wa ta'līf, 2020'), 225.

[2] مولانا فیض الرحمن الثوری، "تعلیق علی شرح معانی الآثار" (غیر مطبوع، س ن)، مخطوط، 1:46۔

Mawlānā Fayḍ al-Raḥmān althwrá, "ta'līq 'Alī sharḥ ma'ānī al-Āthār" (ghayr maṭbū', S N), makhṭūṭ, 1 : 46 .

مولانا ثوریؒ نے تعلیق درج کی:

”ابو امیه: اسمه محمد بن ابراهیم، قال ابن حبان في الثقات ج 9 ص 137 في ترجمة ابی امية :کان من الثقات“[1]

یہاں آپؒ نے راوی کا نام ذکر کیا اور باحوالہ یہ ذکر کیا کہ امام ابن حبانؒ نے اپنی کتاب ”الثقات“ میں اس راوی کو فلاں مقام پر ذکر کیا اور اس کو ثقہ راوی قرار دیا ہے۔یعنی راوی کی توثیق میں مولانا ثوریؒ متقدمین ائمہ کی آراء کو ہی فوقیت دیتے ہیں۔

بسا اوقات مولانا ثوریؒ کسی راوی کی فقط توثیق ذکر کر دیتے ہیں اور اس کی بابت کسی امام کی رائے ذکر نہیں کرتے، لیکن آپ کا یہ اسلوب قلیل ہے۔**مثلاً:** آپؒ نے جب معجم ابو یعلیٰ کو مخطوط سے نقل کیا تو اس پر حواشی بھی درج کیے۔کتاب کی ابتداء میں امام ابو یعلیٰؒ اپنے شیخ محمد بن المنہال کے طریق سے ایک حدیث لائے جس کے ذیل میں مولانا ثوریؒ لکھتے ہیں:

”محمد بن المنهال،هو التميمي المجاشعي،ابو جعفر،ثقة“[2]

یہاں آپؒ نے راوی حدیث کی تعیین کی۔اس کے لقب، قبیلے اور کنیت کا ذکر کیا اور ساتھ صرف توثیق بیان کر دی اور اس بابت مزید کوئی بات ذکر نہیں کی۔

تجریح رجال میں آپؒ کا اسلوب:

تجریح مراد یہ ہے کہ کسی راوی کو مقرر کردہ قواعد اور متعین کردہ کسوٹی پر پورا نہ اترنے کی وجہ سے ضعیف، کمزور، متروک یا کذاب وغیرہ قرار دے دیا جائے۔یہ جرح راوی میں عدم عدالت، سوءِ حفظ، کذب، تہمتِ کذب، بدعت، فسق، جہالت، کثرتِ وہم، کثرت اخطاء اور تساہل وغیرہ کی بنیاد پر کی جاتی ہے۔مولانا ثوریؒ مختلف کتب پر حواشی درج کرتے وقت رواۃ حدیث کی تضعیف کی بابت بھی اقوال درج کرتے جاتے تھے۔اس ضمن میں بھی آپؒ متقدمین ائمہ جرح و تعدیل کی آراء کو فوقیت دیتے ہیں۔**مثلاً:** ”کتاب القراءة خلف الامام للبيهقي“ میں ایک مقام پر راوی احمد بن عبداللہ بن ربیعہ کا ذکر آیا۔اس کی تجریح کی بابت مولانا ثوریؒ نے جامع کلام کیا۔آپؒ رقمطراز ہیں:

”رواه الخطيب في تاريخه: ج 11 ص 426 قال ابن سليمان ، لم يروه عن الثوري الا احمد ابن عبدالله بن ربيعة وهو شيخ مجهول. و ذكر الذهبي هذا الحديث فی الميزان: ج 1 ص 109 فی ترجمة احمد ابن عبدالله بن ربيعة بن العجلان وقال : هذا حديث منكر بهذا السياق ،قال الخطيب :هذا

---

[1] مولانا الثوری، "تعلیق علی شرح معانی الآثار"، مخطوط، 2:6۔

Mawlānā al Thourī, "Ta'līq 'Alī sharḥ ma'ānī al-Āthār" makhṭūṭ,, 2:6.

[2] مولانا فیض الرحمن الثوری، "تعلیق علی معجم ابی یعلیٰ الموصلی"(غیر مطبوع، س ن)، مخطوط، 1۔

Mawlānā Fayḍ al-Raḥmān al-thawrī, "ta'līq 'Alī Mu'jam Abī Ya'lá al-Mawṣilī" (ghayr maṭbū', S N), makhṭūṭ, 1.

شیخ مجھول"[1]

مولانا ثوریؒ نے راوی کی تجریح کے ضمن میں دو ائمہ، امام خطیب بغدادیؒ اور امام ذہبیؒ کے اقوال مفصل حوالہ جات کے ساتھ ذکر کیے۔ کہ درج ذیل مقامات پر انہوں نے اس راوی کے مجھول ہونے کا ذکر کیا ہے۔

اسی طرح ایک راوی کی تجریح کی بابت اگر مختلف ائمہ کی مختلف آراء موجود ہوں تو آپؒ ان کو بھی ذکر کر دیتے ہیں۔ **مثلا:** ایک راوی "عمرو بن عبدالغفار" کی بابت ائمہ نے مختلف مراتب کے ساتھ اس کا نقد کیا ہے۔ مولانا ثوریؒ اس بابت لکھتے ہیں:

"عمرو ابن عبدالغفار هو الفقيمي الكوفي،قال ابو حاتم: متروك. وقال العقيلي: منكر الحديث، وقال ابن عدي : وكان السلف يتهمونه بانه يضع فى فضائل اهل البيت"[2]

"عمرو بن عبدالغفار، یہ فقیمی کوفی ہے۔ امام ابو حاتم الرازیؒ نے اس کے بارے فرمایا: یہ متروک الحدیث ہے۔ امام عقیلیؒ نے فرمایا: یہ منکر الحدیث ہے۔ امام ابن عدی الجرجانیؒ فرماتے ہیں: سلف اس پر الزام لگاتے تھے کہ یہ فضائل اہل بیت میں احادیث وضع کرتا ہے"

یہاں مولانا ثوریؒ نے راوی کی تعیین کی۔ اس کا علاقہ ذکر کیا۔ بعد ازاں اس کی بابت تین ائمہ کے اقوال نقل کیے کہ یہ راوی متروک اور منکر ہونے کے ساتھ ساتھ وضاع بھی ہے۔ راوی پر جرح کرتے وقت مولانا ثوریؒ امام بخاریؒ کی رائے بھی بسا اوقات بیان کرتے ہیں۔ **مثلاً:** امام ترمذیؒ ایک روایت لائے:

"نهى النبي ﷺ ان نستقبل القبلة لبول"[3]

پھر فرمایا: "وفى الباب عن ابى قتادة و عائشة و عمار ابن ياسر" کہ اس مضمون کی روایات ان صحابہ کرام سے بھی مروی ہیں۔ اس "وفى الباب" کی جب مولانا ثوریؒ نے تخریج کی تو سیدنا عمار بن یاسر کی روایت ذکر کرنے کے بعد فرمایا:

"حديث عمار : رواه ابن عدي فى الكامل ج 2 ص 540، قلت: فى سنده جعفر بن الزبير الشامي عن القاسم ، قال البخاري: متروك الحديث تركوه"[4]

"سیدنا عمار بن یاسر کی حدیث، اسے امام ابن عدی الجرجانیؒ نے اپنی کتاب "الکامل" کی جلد دوم کے صفحہ 540 پر

---

[1] امام احمد بن حسین البیہقی، کتاب القراءۃ خلف الامام، 146۔

Imām Aḥmad ibn Ḥusayn al-Bayhaqī, Kitāb al-qirā’ah Khalaf al-Imām, 146.

[2] ایضاً، 147۔

Ibid, 147.

[3] امام محمد بن عیسیٰ الترمذی، سنن الترمذی (بیروت: دار الفکر للطباعۃ، 1983ء)، 1:9۔

Imām Muḥammad ibn ‘Īsá al-Tirmidhī, Sunan al-Tirmidhī (Bayrūt : dārālfkr lil-Ṭibā‘ah, 1983’), 1 : 9 .

[4] مولانا فیض الرحمن الثوری، "الحواشی علی الترمذی" (غیر مطبوع، اپریل 1988ء)، مخطوط، 1:20۔

Mawlānā Fayḍ al-Raḥmān al-thawrī, "al-ḥawāshī ‘Alī al-Tirmidhī" (ghayr maṭbū‘, apryl 1988’), makhṭūṭ, 1 : 20.

روایت کیا ہے۔ میں (ثوریؒ) کہتا ہوں: اس روایت کی سند میں جعفر بن زبیر شامی راوی ہے جو قاسم سے روایت کرتا ہے۔ امام بخاریؒ نے کہا: یہ متروک الحدیث ہے، محدثین نے اسے ترک کر دیا ہے"

مولانا ثوریؒ نے حدیث عمار کی تخریج کی اور سند میں موجود راوی کی بابت امام بخاریؒ کی جرح بھی نقل کر دی۔ آپؒ امام ترمذیؒ کے اقوال کو بھی جرح میں قبول کرتے ہیں اور ضرورت کے تحت ان کا حوالہ ذکر کر دیتے ہیں۔ **مثلاً:** امام عقیلیؒ کی علم جرح وتعدیل کی مایہ ناز کتاب "الضعفاء الكبير" ہے۔ اس پر مولانا ثوریؒ نے حواشی مرتب کیے۔ اس کے "باب العین" میں امام عقیلیؒ ایک ضعیف راوی عبداللہ بن بسر الشامی کا تذکرہ لائے۔ اس کے ذیل میں مولانا ثوریؒ نے تعلیق درج کی:

"هو شامي حمصي سكن بصرة ، قال الترمذي ج 3 ص 69 ضعيف عند اهل الحديث ضعفه يحيي ابن سعيد و غيره"[1]

"یہ شامی اور حمص کا رہنے والا راوی ہے، بصرہ میں رہا، امام ترمذیؒ سنن ترمذی ج 3 ص 69 پر رقمطراز ہیں: یہ راوی محدثین کے ہاں ضعیف ہے، اسے امام یحییٰ بن سعید و دیگر نے ضعیف قرار دیا ہے"

یہاں مولانا ثوریؒ نے راوی کے مختصر حوال بیان کیے۔ ساتھ مع حوالہ امام ترمذیؒ کی اس کی بابت جرح ذکر کر دی۔ بعض دفعہ آپؒ راوی پر جرح کو مختصراً بیان کر دیتے ہیں۔ **مثلاً:** امام ابن عدی الجرجانیؒ کی معروف تالیف "الكامل فی ضعفاء الرجال" پر مولانا ثوریؒ نے مختصر اً تعلیقات مرتب کیں۔ اس میں بعض مقامات پر آپؒ نے رواۃ پر جرح ذکر کی ہے۔ مثلاً: "الكامل" کی پانچویں جلد "باب العین" کے ذیل میں امام ابن عدیؒ نے ایک راوی عمرو بن مالک البصری کا ذکر کیا، کہ جو ضعیف راوی ہے۔ جس پر مولانا ثوریؒ نے اضافہ کیا:

"لعله عمرو بن مالك ابو عثمان البصري، ضعيف من العاشرة"[2]

"یہ شاید ابو عثمان عمرو بن مالک بصری راوی ہے، یہ دسویں طبقہ میں سے ایک ضعیف راوی ہے"

یہاں مولانا ثوریؒ نے راوی کی کنیت ذکر کی اور ساتھ اہل علم کے ہاں اس کی تضعیف واضح کی۔ اس پر کوئی قول یا کوئی حوالہ ذکر نہ کیا۔ ایسا اسلوب عموماً آپؒ اس وقت اختیار کرتے ہیں جب مذکورہ راوی کا تذکرہ کیا جا رہا ہے وہ اپنی تضعیف میں اہل علم کے ہاں معروف ہو۔

علل الحدیث میں مولانا فیض الرحمن الثوریؒ کا منہج:

علوم حدیث کی انواع کثیر ہیں۔ ان میں سے ہر ایک نوع اور قسم مستقل علم کی حیثیت رکھتی ہے۔ علوم حدیث کی ان انواع کو امام حاکم نیشاپوریؒ نے اپنی مایہ ناز تالیف "معرفة علوم الحديث" میں 52 ذکر کیا ہے۔ علوم حدیث کی ایک اہم شاخ "علل الحدیث" کے نام

---

[1] مولانا فیض الرحمن الثوری، "تعلیق کتاب الضعفاء الکبیر للعقیلی" (غیر مطبوع، س ن)، مخطوط، 2:234۔

Mawlānā Fayḍ al-Raḥmān al-thawrī, "ta'līq Kitāb al-ḍu'afā' alkbسr ll'qyly" (ghayr maṭbū', S N), makhṭūṭ, 2 : 234.

[2] مولانا فیض الرحمن الثوری، "تعلیق علی الکامل فی ضعفاء الرجال" (غیر مطبوع، س ن)، مخطوط، 5:1799۔

Mawlānā Fayḍ al-Raḥmān al-thawrī, "ta'līq 'Alī al-kāmil fī ḍu'afā' al-rijāl" (ghayr maṭbū', S N), makhṭūṭ, 5 : 1799.

سے موسوم ہے۔اس کے ضمن میں احادیث مبارکہ کی روایت میں وارد ہو جانے والے ان نقائص کو دیکھا جاتا جو پوشیدہ اور صحت حدیث کے لیے نقصان دہ ہوتے ہیں۔

علت کا لغوی معنیٰ:

علت اردو زبان کا لفظ ہے۔عربی میں اس کے لیے "علة" کا لفظ مستعمل ہے جس کے حروف اصلیہ (ع ل ل) ہیں۔اس کا معنیٰ "بیماری، نقص، کمزوری یا عیب" ہے۔اسی سے لفظ "علیل" مشتق کیا گیا ہے جو بیمار شخص کے لیے بولا جاتا ہے۔[1] اسی طرح انہی حروف اصلیہ سے بیمار شخص کے لیے "معلول" کا لفظ بھی بولا جاتا ہے۔مولانا وحید الزمان قاسمیؒ رقمطراز ہیں:

''معلول: وہ شخص جو بیمار ہو''[2]

علت کا اصطلاحی معنیٰ:

علت کے متعدد معانی ہیں لیکن علوم حدیث میں جب یہ لفظ استعمال کیا جاتا ہے تو اس کی تخصیص ہو جاتی ہے۔اس وقت اس سے مراد ہوتا ہے: وہ مخفی اسباب جو حدیث کی صحت پر اثر انداز ہوتے ہیں اور صحت حدیث میں نقصان کا باعث بنتے ہیں جبکہ ظاہری طور پر حدیث درست معلوم ہوتی ہے اور اس میں کوئی سقم نظر نہیں آتا"۔امام ابن الصلاحؒ علت کی تعریف بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''وهی عبارة عن اسباب خفية قادحة فيه''[3]

''وہ پوشیدہ و مخفی اسباب جو اس (حدیث) میں نقص و عیب کو پیدا کرنے والے ہوتے ہیں''

معلل حدیث:

جس حدیث میں کوئی علت و کمزوری پائی جائے اسے اصطلاح محدثین میں "معلل حدیث" کہا جاتا ہے۔ڈاکٹر محمود الطحانؒ معلل حدیث کی تعریف بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

''هو الحديث الذي اطلع فيه على علة، تقدح فی صحته مع ان الظاهر السلامة منها''[4]

''یہ (معلل حدیث) وہ حدیث ہوتی ہے کہ جس کی علت سے آگاہی حاصل کی جائے کہ جو اس کی صحت کو مجروح

---

[1] مولانا وحید الزمان، القاموس الجدید (لاہور: ادارہ اسلامیات، 1990ء)، 183۔

Mawlānā Waḥīd al-Zamān, al-Qāmūs al-jadīd) Lāhūr : adār ،Islāmīyāt, 1990) , 183.

[2] مولانا وحید الزمان، القاموس الوحید (لاہور: ادارہ اسلامیات، 2001ء)، مادہ 'ع ل ل'، 1117۔

Mawlānā Waḥīd al-Zamān, al-Qāmūs al-waḥīd) Lāhūr : adār ،Islāmīyāt, 2001' ,(Shīngh ''Ain Lam Lam', 1117.

[3] امام عثمان بن عبدالرحمن ابن الصلاح، معرفة انواع علوم الحدیث (بیروت: دار الکتب العلمیة، 1978ء)، 187۔

Imām 'Uthmān ibn 'Abd-al-Raḥmān Ibn al-Ṣalāḥ, ma'rifat anwā' 'ulūm al-ḥadīth (Bayrūt : dārālktb al'lmyh, 1978'), 187.

[4] دکتور محمود الطحان، تیسیر مصطلح الحدیث (کراچی: مکتبہ البشریٰ، 2015ء)، 85۔

Duktūr Maḥmūd al-Ṭaḥḥān, Taysīr muṣṭalaḥ al-ḥadīth (krājy : Maktabah al-Bishrī, 2015'), 85.

کر رہی ہو، اس کے ساتھ کہ اس کا ظاہر درست معلوم ہوتا ہو"

معلل حدیث کے لیے بعض ائمہ نے "حدیث معلول" کی اصطلاح بھی استعمال کی ہے۔ جیسا کہ امام حاکم نیشاپوریؒ علت والی حدیث کی تعریف کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"فان المعلول ما يوقف على علته، انه دخل حديثا في حديث ، او وهم فيه راو ، او ارسله واحد فوصله واهم"[1]

"بے شک معلول حدیث وہ ہوتی ہے کہ جس کی علت سے واقفیت حاصل کی گئی ہو، جیسا کہ (کسی راوی نے) ایک حدیث (کے متن کو) کسی دوسری حدیث میں داخل کر دیا، یا کسی راوی نے (بیان حدیث میں) وہم کیا ہو، یا کسی راوی نے (کسی روایت کو) مرسل بیان کیا ہو اور پھر وہم والے راوی نے اسے متصل بیان کر دیا ہو"

ائمہ فن نے کسی بھی حدیث پر علت کا حکم لگانے کے لیے دو بنیادی شرائط کا تذکرہ کیا، جو کہ درج ذیل ہیں:

1۔الغموض و الخفاء، یعنی حدیث میں موجود علت پوشیدہ و مخفی ہو، ظاہری علت نہ ہو۔

2۔القدح فی صحة الحديث، یعنی روایت میں موجود اس پوشیدہ علت سے حدیث کی صحت مجروح ہوتی ہو۔[2]

یہ شرائط اس لیے مقرر کی گئیں کیونکہ ظاہری کمزوری کو علم جرح و تعدیل یا علم درایت کے ذریعے حل کیا جاتا ہے۔ علم علل الحدیث ظاہری کمزوری کو بیان نہیں کرتا۔ جبکہ دوسری شرط یعنی اس علت کا صحت حدیث پر اثر انداز ہونا، یہ اس لیے لازم کی گئی کہ بسا اوقات مخفی علت موجود تو ہوتی ہے لیکن وہ صحت حدیث کے لیے مضر نہیں ہوتی۔ **مثلاً:** کسی حدیث کی روایت میں صحابی کا اپنے سے پہلے کسی دوسرے صحابی کا واسطہ حذف کر دینا وغیرہ، کہ یہ مخفی علت تو ہے مگر صحت حدیث کے لیے مضر نہیں۔ احادیث نبویہ میں یہ علت، حدیث کے دونوں حصہ جات یعنی سند و متن میں پائی جاتی ہے۔ ائمہ فن کا یہ موقف ہے کہ متن میں علت کی موجودگی قلیل ہے جبکہ سند میں کسی علت کا پایا جانا اس کی نسبت کثیر ہے۔ گویا یہ کہا جا سکتا ہے کہ حدیث کی سند و متن کی صحت و تضعیف کی بنیاد علم علل الحدیث ہی ہے اور حدیث کو قابل عمل قرار دینا یا قابل عمل قرار نہ دینے کا اصولی و حتمی فیصلہ علم علل الحدیث کے دائرہ اختیار میں آتا ہے۔

علم علل الحدیث کی اہمیت:

علم علل الحدیث کی اہمیت مسلمہ ہے۔ جن ائمہ کو اس فن میں استحضار حاصل تھا ان کا مقام خدمت حدیث میں عظیم الشان اور عالی مرتبت قرار پایا۔ حدیث کی حیثیت و مقام کو مجروح کرنے کے لیے، اپنے مقصد کی باتوں کو دین کا لبادہ اوڑھانے کے لیے اور باطل کو حق

---

[1] امام محمد بن عبد اللہ الحاکم، معرفة علوم الحديث (بیروت: دار الکتب العلمیة، 1977ء)، 1:119۔

Imām Muḥammad ibn Allāh al-Ḥākim, ma'rifat 'ulūm al-ḥadīth (Bayrūt : dārālktb al'lmyhh, 1977), 1 : 119.

[2] دکتور محمود الطحان، تیسیر مصطلح الحدیث، 85۔

Duktūr Maḥmūd al-Ṭaḥḥān, Taysīr muṣṭalaḥ al-ḥadīth, 85. .

میں چھپانے کے لیے زنادقہ نے روایات کو بدل دیا، متون حدیث میں اپنی مرضی کے الفاظ شامل کردیے، معروف اور مشہور سلسلہ اسانید کو چرا کر کذب بیانی سے احادیث وضع کیں اور ان کو ان معروف اسناد کا لبادہ اوڑھا دیا۔ اس فتنہ وملاوٹ سے علم حدیث کو پاک کرنے کے لیے ائمہ حدیث نے علم علل الحدیث کے ذیل میں گراں قدر خدمات سرانجام دیں۔ ائمہ حدیث اس بات کو عزیز جانتے تھے کہ وہ صحیح احادیث مبارکہ پر کامل عبور حاصل کریں اور انہیں احادیث مبارکہ میں شامل کردی جانے والی کمزوریوں کا کامل علم حاصل ہو جائے۔ اسی کی بابت امام حاکم نیشاپوریؒ نے علل الحدیث کے معروف امام عبدالرحمن بن مھدیؒ کا ایک قول نقل کیا:

''سمعت أبا قدامة السرخسي يقول: سمعت عبد الرحمن بن مهدي يقول: «لأن أعرف علة حديث هو عندي أحب إلي من أن اكتب عشرين حديثا ليس عندي ''[1]

''میں نے ابو قدامہ سرخسی سے سنا وہ کہہ رہے تھے کہ انہوں نے عبدالرحمن بن مھدی کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ایک حدیث کی علت کو جان لینا یہ میرے نزدیک اس بات سے زیادہ محبوب ہے کہ میں اپنے پاس بیس احادیث لکھ لوں''

یعنی ائمہ محدثین کے نزدیک اس بات کی اہمیت زیادہ تھی کہ وہ نبی ﷺ کی حدیث کی بہترین معرفت حاصل کریں، انہیں اسناد و متون اور احوال رواۃ کا علم ہوتا کہ وہ حدیث نبویہ میں کمی یا بیشی کی جسارت کرنے والوں کی گرفت کرسکیں اور دین کے منبع ومصدر کی حفاظت کا فریضہ سرانجام دے سکیں۔ یہ علم اس قدر دقیق ہے کہ فقط کبار ائمہ ومحدثین کرام نے اس میں کلام کیا ہے۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ انہیں اسناد ومتون پر استحضار حاصل تھا۔ اگر کسی راوی نے متن میں کوئی اضافہ کردیا تو وہ اسے جانتے تھے۔ اسی طرح سند حدیث کی ردوبدل اور اس میں نقص وزیادتی وغیرہ کرنے کی کوشش کو بھی وہ پہچان لیتے تھے۔ یہ علم اس وجہ سے مشکل ترین علم ہے کہ اس علم میں کلام کرنے والا روایت کی علت سے ہی فقط آگاہی نہیں دیتا بلکہ اس کے مدمقابل صحیح قول کی طرف رہنمائی بھی کرتا ہے۔ ائمہ ومحدثین کہ جو علوم حدیث کے استحضار میں ممتاز تھے، انہوں نے باقاعدہ اس میں تالیفات مرتب کیں جن میں سے چند درج ذیل ہیں:

1: كتاب العلل، از امام علی بن المدینیؒ

2: العلل و معرفة الرجال، از امام احمد بن حنبلؒ

3: علل الحديث، از امام ابن ابی حاتمؒ، وغیرہ

اسناد کی علل میں مولانا فیض الرحمن الثوریؒ کا منہج:

مولانا ثوریؒ کو علم علل الحدیث میں بھی کمال گرفت حاصل تھی۔ آپ سند ومتن کی مخفی باتوں کی معرفت رکھتے تھے۔ کثرت مطالعہ اور علم حدیث میں رغبت کی وجہ سے اکثر سلسلہ اسناد آپ کو مستحضر تھے۔ آپ اکثر رواۃ حدیث کے بارے آگاہی رکھتے تھے کہ وہ کہاں کا

---

[1] امام محمد بن عبداللہ الحاکم، معرفۃ علوم الحدیث، 1:112۔

Imām Muḥammad ibn Allāh al-Ḥākim, ma'rifat 'ulūm al-ḥadīth, 1 : 112 .

رہنے والا تھا، کن شیوخ سے اس نے درس حدیث لیا اور کن تلامذہ نے اس سے روایات اخذ کیں۔ اس وجہ سے سند میں اگر دوران مطالعہ کوئی مخفی سقم دیکھتے تو اس کی بابت تعلیق درج فرما دیتے۔ اس ضمن میں آپ کبار ائمہ حدیث کی آراء اور ان کی اسانید کو فوقیت دیتے ہوئے نقد کرتے ہیں۔ مثلاً: آپؒ نے امام ابو بیہقیؒ کی ایک مختصر تالیف "کتاب القراءة خلف الامام" کی تحقیق و تخریج کی اور تعلیقات درج کیں۔ اس کتاب میں ایک باب امام بیہقیؒ نے درج ذیل عنوان سے قائم کیا "باب ذكر اخبار يحتج بها من زعم ان لا قراءة خلف الامام الا بحال" ۔ اس میں ان روایات کو ذکر کیا کہ جن کو بعض ان فقہاء کی طرف سے بطور دلیل پیش کیا گیا جو امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھنے کے قائل نہیں۔ اس کے ذیل میں امام بیہقیؒ ایک راوی "جابر جعفی" کی روایت لائے۔ جس کے ذکر کے بعد آپؒ نے اس کی تضعیف میں ائمہ جرح و تعدیل کے اقوال ذکر کیے اور ذکر کیا کہ اسے امام یحییٰ بن معینؒ، امام زائدہ بن قدامۃؒ، امام اسماعیل بن ابی خالدؒ، امام سفیان بن عیینہؒ اور امام بخاریؒ نے کذاب قرار دیا ہے۔ اس راوی کے بیان کردہ متن کی بابت مولانا ثوریؒ فرماتے ہیں کہ یہ مسند امام احمد ابن حنبل میں بھی مذکور ہے لیکن اس کی سند میں علت یہ موجود ہے کہ اس میں اس راوی یعنی جابر جعفی کا تذکرہ محذوف ہے۔ اس حذف کو آپ کسی کاتب کی خطاء قرار دیتے ہیں۔ آپؒ رقمطراز ہیں:

"اخرج الامام احمد فى المسند ج 3 ص 339، ثنا اسود بن عامر ثنا حسن بن صالح عن ابي الزبيرعن جابرعن النبي سقط فيه"عن جابر"مابين حسن بن صالح وابي الزبير من الكاتب ،يدل عليه ان ابن الجوزي نقل هذا الحديث فى التحقيق ص 59، باسناده الي الامام احمد ثنا اسودبن عامرثناالحسن بن صالح عن جابر عن ابي الزبير"[1]

گویا مولانا ثوریؒ نے مسند احمد کی سند میں پائی جانے والی علت کو بیان کیا اور اس کے مدمقابل درست سند مع دلیل ذکر کر دی۔ آپؒ نے وضاحت فرمائی کہ درست سند وہ ہے کہ جس میں حسن بن صالح یہ روایت جابر جعفی سے روایت کرتے ہیں۔ اپنی رائے کی تقویت کے لیے مولانا ثوریؒ نے امام ابن الجوزیؒ کی کتاب "التحقیق" کا حوالہ دیا کہ اس میں یہی روایت امام احمد بن حنبلؒ کے طریق سے انہوں نے مروی کی اور اس روای یعنی جعفر کو ذکر کیا کہ جو مسند احمد سے ساقط ہوا ہے۔ یہاں ایک اور بات بھی قابل ذکر ہے کہ مولانا ثوریؒ نے راوی کے حذف ہونے کی علت کو کاتب کی خطاء قرار دی نہ کہ امام احمد ابن حنبلؒ پر اعتراض وارد کیا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ امام احمد ابن حنبلؒ علم حدیث کے اساطین میں سے ہیں اور وہ علل الحدیث میں معرفت تامہ رکھتے ہیں۔ اس لیے یہ ممکن نہ تھا کہ انہوں نے مسند کے درس کے دوران یہاں جعفر کا تذکرہ حذف کیا ہو۔ یہ یقیناً ان سے روایات کو لینے اور لکھنے والے کسی کاتب کی غلطی ہے۔

اگر کسی کاتب یا راوی کو وہم یا سہو ہوا اور کوئی علت سند میں پیدا ہوئی تو آپؒ نے اس کی بھی نشاندہی فرمائی اور علت کو وہاں سے دور کیا۔ **مثلاً:** امام ابن عدیؒ نے "الكامل فى ضعفاء الرجال" میں باب (ز) کے ذیل میں ایک ضعیف راوی زافر بن سلیمان کو ذکر کیا اور پھر اس کے واسطہ سے ایک روایت لائے کہ جس کی سند میں کسی کاتب نے وہم کی وجہ سے یا سہو کی وجہ سے علت پیدا کر دی اور صحابی کا

---

[1] امام احمد بن حسین البیہقی، کتاب القراءۃ خلف الامام، 136۔
Imām Aḥmad ibn Ḥusayn al-Bayhaqī, Kitāb al-qirā'ah Khalaf al-Imām, 136 .

واسطہ حذف کر دیا۔ مولانا ثوریؒ نے وہاں علت کی نشاندہی کی اور درستی فرمائی، آپؒ رقمطراز ہیں:

''سقط اسم الصحابي وهو انس''[1]

کہ یہاں سلسلہ سند سے ایک صحابی رسول کا واسطہ ساقط ہوا ہے اور ساتھ اس علت کی درستی ذکر کر دی کہ وہ صحابی سیدنا انس بن مالک ہیں۔ امام عقیلیؒ کی علم جرح وتعدیل پر ایک عظیم تالیف ان کی کتاب "الضعفاء الكبير" ہے۔ اس میں حروف ہجاء کی ترتیب سے ضعیف رواۃ کے تذکرے کو جمع کیا گیا ہے۔ آپؒ ضعیف راوی کی کوئی حدیث بھی بطور مثال نقل کر دیتے ہیں۔ اس کتاب کے باب الالف میں ایک راوی "اسماعیل بن شبیب الطائفی" کا آپ نے تذکرہ کیا اور اس کی ذکر کردہ روایت لائے:

''حدثنا بها علي ابن المبارك الصنعاني قال حدثنا زيد بن المبرك قال حدثنا قدامة بن محمد الاشجعي قال حدثنا اسماعيل بن شبيب الطائفي عن ابن جريج عن عطاء عن عباس قال قال رسول الله ﷺ.''[2]

کہ اسماعیل بن شبیب نے حدیث کو جریج سے روایت کیا اور وہ اسے عطاء سے روایت کرتے ہیں اور وہ سیدنا عباس سے۔ اب یہاں سند میں ایک ضعف تو واضح ہے کہ جو ائمہ نے بیان کیا کہ اسماعیل بن شبیب جب جریج سے روایت کرے تو اس کی روایات قابل قبول نہیں۔ لیکن یہاں ایک مخفی علت بھی موجود ہے کو جو شاید کاتب کا وہم یا اس کی خطاء ہو کہ عطاء نے اس حدیث کو سیدنا عباس □ سے لیا۔ یہ محل نظر ہے، کیونکہ سیدنا عباس کی وفات کے وقت عطاء بن ابی رباحؒ کی عمر قریباً پانچ برس تھی۔ مولانا ثوریؒ نے یہاں علت کی نشاندہی فرمائی اور درست بات درج کی۔ آپؒ فرماتے ہیں:

''لعله عن عطاء عن ابن عباس''[3]

کہ عطاء بن ابی رباحؒ نے روایت سیدنا عباس □ سے نہیں بلکہ سیدنا عبداللہ بن عباس □ سے سنی۔ امام عقیلیؒ نے باب المیم کے ذیل میں راوی محمد بن کثیر الصنعانی کا ذکر کیا۔ بعد ازاں اس کی بیان کردہ ایک سند ذکر کی جس میں کاتب نے یہ علت پیدا کر دی "حدثنا محمد بن كثير حدثنا معمر و قتادہ عن انس" کہ محمد بن کثیر نے کہا کہ یہ حدیث مجھے معمر اور قتادہ نے سیدنا انس □ کے واسطہ سے بیان کی۔ مولانا ثوریؒ نے یہاں علت کی نشاندہی کی اور فرمایا کہ درست سند ایسے ہو گی:

''حدثنا معمر عن قتادة''[4]

کہ یہ حدیث معمر نے قتادہ سے روایت کی نہ کہ معمر نے سیدنا انس □ سے۔ "العلل المتناهية فی الاحاديث الواهية" کی تحقیق مولانا

---

[1] مولانا فیض الرحمن الثوری، تعلیق علی الکامل فی ضعفاء الرجال، 3:1087۔

Mawlānā Fayḍ al-Raḥmān al-thawrī, ta'līq 'Alī al-kāmil fī ḍu'afā' al-rijāl, 3 : 1087.

[2] امام محمد بن عمرو العقیلی، الضعفاء الکبیر (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 1983ء)، 1:83۔

Imām Muḥammad ibn 'Amr al-'Aqīlī, al-ḍu'afā' al-kabīr (Bayrūt : dārālktb al-'Ilmīyah, 1983'), 1 : 83 .

[3] مولانا فیض الرحمن الثوری، تعلیق علی الضعفاء الکبیر، 1:83۔

Mawlānā Fayḍ al-Raḥmān al-thawrī, ta'līq 'Alī al-ḍu'afā' al-kabīr, 1 : 83.

[4] ایضاً، 4:128۔ Ibid, 4:128.

ارشاد الحق اثری حفظہ اللہ نے کی اور اس کو طبع کروایا۔ نسخہ کو مخطوط سے نقل کرنا دقیق اور محنت طلب کام ہے کہ رسم الخط کا فرق ہوتا ہے اور اوراق بوسیدہ ہو چکے ہوتے ہیں وغیرہ۔ اس کتاب کو مخطوط سے نقل کرتے وقت کئی ایک سہو واقع ہوئے۔ جب یہ مطبوع نسخہ مولانا فیض الرحمن الثوریؒ کی نقاد نظر سے گزرا تو آپؒ نے اس کا ایک اصلاح نامہ مرتب فرما دیا تاکہ جن کے پاس یہ مطبوع نسخہ موجود ہے تو وہ اس کی اصلاح کر لیں۔ اس میں کئی ایک مقامات پر آپؒ نے اسناد کی علتوں کو بھی دور کیا۔ ایک مقام پر آپ رقمطراز ہیں:

"(ص 161 حدیث نمبر: 259، انا علی بن عبیداللہ قال انا احمد بن منصور الرمادی قال انا ابو غسان الترمذي) ظاہراً اس سند میں کوئی خرابی معلوم نہیں ہوتی لیکن اس سند میں بہت بڑا خلا ہے۔ تین چار واسطے حذف ہو گئے ہیں۔ یہ علی بن عبید اللہ زاغونی ہے۔ ابن الجوزیؒ نے کثرت سے اس سے حدیثیں بیان کی ہیں۔ زاغونی 455ھ میں پیدا ہوا ہے۔ (شذرات الذھب ج 4 ص 80)۔ اور احمد بن منصور الرمادی 265ھ میں فوت ہوا ہے۔ الرمادی کی وفات سے زاغونی کی پیدائش تک 190 سال کا فاصلہ ہے" [1]

درج بالا عبارت اس بات کی شاہد ہے کہ مولانا فیض الرحمن الثوریؒ علوم حدیث میں اسلاف کی نشانی تھے۔ آپ کو اسماء الرجال پر کمال عبور حاصل تھا جس کی بدولت اس طرح کی علل کو آپؒ باآسانی پہچان جایا کرتے تھے۔ امام طحاویؒ شرح معانی الآثار میں ایک روایت لائے کہ جس کی سند کے اختتام پر یہ الفاظ تھے: "ثنا رشید ابن مالك و ابو عمیر قالا کنا عند النبی ﷺ" یہاں تثنیہ کا صیغہ قالا بھی اس بات پر دلالت کر رہا ہے کہ تذکرہ دو اشخاص رشید بن مالک اور ابو عمیر کا ہو رہا ہے۔ ظاہراً کسی قسم کی علت نظر نہیں آ رہی۔ لیکن اس مقام پر علت موجود ہے۔ مولانا ثوریؒ نے تعلیق درج کی:

"ھذا غلط صریح ووھم قبیح،رشید بن مالك ھو ابو عمیر،کذا في کشف الاستار ج 1 ص 300" [2]

آپؒ نے اس مقام پر سند کی علت کی بابت وضاحت کی کہ رشید بن مالک اور ابو عمیر دو الگ الگ اشخاص نہیں بلکہ یہ ایک ہی شخص ہے۔ ابو عمیر اس کی کنیت ہے۔ یہاں سند میں خطاء اور وہم وارد ہوا ہے۔ اس بات کا آپؒ نے امام علی بن ابو بکر الہیثمیؒ کی کتاب "کشف الاستار عن زوائد البزار" سے حوالہ نقل کیا تاکہ بات کی بنیاد دلیل پر قائم ہو۔

متن میں موجود علل کی بابت آپؒ کا منہج:

متن احادیث میں علت کا آجانا سند میں علت کی نسبت قلیل ہے۔ متن میں علت سے مراد یہ ہے کہ کسی راوی کو وہم ہو جاتا ہے تو وہ کوئی ایسی بات متن حدیث میں داخل کر دیتا ہے کہ جو متن کا حصہ نہیں ہوتی۔ یا بسا اوقات فتنہ پرور لوگ کسی صحیح متن میں بعض الفاظات اور

---

[1] مولانا فیض الرحمن الثوری، "الاوہام فی تحقیق العلل المتناہیۃ" (غیر مطبوع، 1984ء)، مخطوط، 7۔

Mawlānā Fayḍ al-Raḥmān al-thawrī, "al-awhām fī taḥqīq al-‘ilal almtnā·yh" (ghayr maṭbū‘, 1984’), makhṭūṭ, 7 .

[2] مولانا فیض الرحمن الثوری، "تعلیق علی شرح معانی الآثار" (غیر مطبوع، س ن)، مخطوط، 2:154۔

Mawlānā Fayḍ al-Raḥmān al-thawrī, "ta‘līq ‘Alī sharḥ ma‘ānī al-Āthār" (ghayr maṭbū‘, S N), makhṭūṭ, 2 : 154 .

جملوں کا اضافہ کر دیتے ہیں جس سے مفہوم حدیث بدل جاتا ہے۔اس سب کی بھی محدثین کرام اور نقاد ائمہ نے تحقیق و تفتیش کی ہے۔مولانا ثوریؒ نے متن کی علل کو بھی بعض مقامات پر واضح کیا ہے اور اس کی بابت آپ کبار ائمہ سے صحیح قول کو نقل کر دیتے ہیں۔مثال کے طور پر امام بیہقیؒ اپنے مختصر جزء "كتاب القراءة خلف الامام" میں ایک باب "باب ذكر ما احتج به من راى وجوب القراء خلف الامام فيما خافت الامام فيه بالقراء دون ما جهر بها فيه" کے کے ذیل میں امام زہریؒ کے طریق سے ایک روایت لائے۔جس کے متن میں یہ الفاظ تھے "فانتهى الناس من القراءة"۔یہاں ظاہری طور پر متن درست نظر آرہا ہے۔لیکن دراصل یہاں متن معلل ہے۔ان الفاظ کی بابت مولانا ثوریؒ رقمطراز ہیں:

''ذكر صالح بن الامام احمد في مسائله عن احمد بن حنبل انه قال الذي نري ان قوله فانتهي الناس عن القراءة انه قول الزهري، انتهي. .. و قال البخاري في التاريخ الصغير ص 88 ادرجوه فی حديث النبي وليس هو من حديث ابی هريرة....و قال الترمذی ج 1 ص 255 ذكروا هذا الحرف ... وقال الحافظ فی تلخيص : قوله فانتهي الناس الي آخره، مدرج فی الخبر من كلام الزهري ، بينه الخطيب و اتفق عليه البخاري فی التاريخ و ابوداود و يعقوب بن سليمان و الذهلي و الخطابي و غيرهم''[1]

مولانا ثوریؒ نے متن کی علت کو دور کیا اور مع ادلہ واضح کیا کہ یہ الفاظ جو اوپر بیان ہوئے یہ نبی کریم ﷺ کے الفاظ نہیں بلکہ یہ امام زہریؒ کا ادراج ہے۔اس ضمن میں آپؒ نے کبار ائمہ کرام کا موقف پیش کیا جن میں سے کچھ کا اوپر تذکرہ کیا گیا،بقیہ کے ذکر کو اقتباس کی طوالت کے خوف سے ہم نے باقی رہنے دیا ہے۔مولانا ثوریؒ نے اپنے قول کی تائید میں امام بخاریؒ،امام ترمذیؒ،امام ابن حجر العسقلانیؒ،امام خطیب بغدادیؒ،امام ابوداودؒ،امام یعقوب بن سلیمانؒ،امام ذہلیؒ اور امام خطابیؒ وغیرہ کی آراء نقل کیں۔

حدیث نبویہ کے معنٰی و مفہوم کی بابت اگر کسی شارح کے قول میں کوئی علت پائی جائے تو مولانا ثوریؒ اس کی بھی نشاندہی فرماتے ہیں۔مثلاً: سنن ترمذی کے باب "باب كراهية ما يستنجى به" کے ذیل میں بطور تشریح کے امام نوویؒ کا قول مولانا ثوریؒ نے نقل کیا اور پھر اس میں موجود علت کی وضاحت کی۔آپؒ فرماتے ہیں:

''قال النووي في شرح مسلم ج 1 ص 185 بعد كلام الدارقطني .والا فالشعبي لا يقول الا بتوقيف عن النبي ﷺ، انتهي كلام النووي.. قلت : و اخطاء فيه لان الشعبي لم يسمع من النبي ﷺ فكيف يكون التوقيف عن النبي صلي الله عليه وسلم، والصواب انه مرسل كما قال الدارقطني وغيره من المحدثين''[2]

امام نوویؒ نے فرمایا کہ امام شعبی نے یہ بات نبی کریم ﷺ کی طرف سے صراحت کے بعد ہی بیان کی ہوگی۔اس قول کی علت کی طرف مولانا ثوریؒ نے توجہ دلائی اور فرمایا کہ جب شعبی کا نبی کریم ﷺ سے سماع ہی ثابت نہیں تو پھر وہ کسی قول کی صراحت بذات خود کس

---

[1] امام احمد بن حسین البیہقی، کتاب القراءۃ خلف الامام، 119۔

Imām Aḥmad ibn Ḥusayn al-Bayhaqī, Kitāb al-qirā'ah Khalaf al-Imām, 119 .

[2] مولانا فیض الرحمن الثوری، الحواشی علی الترمذی، 1:41۔

Mawlānā Fayḍ al-Raḥmān al-thawrī, al-ḥawāshī 'Alī al-Tirmidhī, 1 : 41.

طرح نبی کریم ﷺ سے حاصل کر سکتے ہیں۔اس علت کی وجہ سے درست قول یہ ہے کہ یہ حدیث مرسل ہے۔

خلاصہ کلام:

علوم الحدیث میں جرح وتعدیل اور علل الحدیث اہم مقام کے حامل ہیں۔ یہ علوم حفاظت حدیث کی بنیاد ہیں۔ مولانا فیض الرحمن الثوریؒ علوم حدیث میں مہارت تامہ رکھتے تھے۔ رواۃ کے اسماء وانساب پر آپ کو عبور تھا۔ آپؒ رواۃ کی صحت وتضعیف پر بھی کلام کرتے تھے۔ اس ضمن میں اپنی رائے بنا دلیل کے قائم کرنے کی بجائے آپؒ کبار ائمہ جرح وتعدیل کی آراء کو نقل کر دیتے تھے تاکہ کوئی ان پر یہ اعتراض وارد نہ کر سکے کہ آپ نے فلاں راوی کو ضعیف کیوں کہا اور فلاں کی توثیق کیوں بیان کی۔اس فن میں مولانا فیض الرحمن الثوریؒ نے کوئی الگ سے تصنیف تو مرتب نہیں فرمائی تھی۔ لیکن آپؒ کا جرح وتعدیل میں جو اسلوب اور منہج تھا وہ ان تعلیقات سے بخوبی سمجھا جا سکتا ہے کہ جو آپؒ نے علوم حدیث کی ان مختلف کتب پر درج کی ہیں کہ جو اس فن میں مصدر و مرجع کی حیثیت رکھتی ہیں۔

علل الحدیث میں اسناد و متون کے ان مخفی نقائص کو جانا جاتا ہے کہ جو صحت حدیث کے لیے قادح ہیں۔ کسی بھی سند یا متن کو صحیح قرار دینا یا اس کی صحت کو مجروح قرار دینا اس علم کا خاصہ ہے۔ گویا صحت وتضعیف حدیث کا مدار علم علل الحدیث کے گرد قائم ہے۔اس علم میں فقط کبار علمائے کرام نے کلام کیا ہے اور مصنفات تحریر فرمائی ہیں۔ مولانا فیض الرحمن الثوریؒ کو علل الحدیث پر بھی گرفت حاصل تھی۔ جس کا مشاہدہ درج بالا سطور سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے۔